مولانا عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

تقویم اسلامی اور ماہ صفر کی نحوست کا غلط عقیدہ
(قرآن پاک، روایات اور اکابرین کے ارشادات کی روشنی میں)

اسلامی (قمری) سال کے بارہ مہینے ہیں ان مہینوں کا تعلق چاند کی گردش کے ساتھ ہے۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ (یونس ۴) ترجمہ: ''اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا اور ان میں ہر ایک کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم سالوں تک ان کا حساب وشمار معلوم کرسکو'' احکام شرعیہ (روزہ، حج، زکوٰۃ، عدت وغیرہ) میں قمری مہینوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ انگریزی تاریخ ہمیں خوب یاد رہتی ہے مگر اسلامی تاریخ کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کون سی تاریخ ہے اور کونسا مہینہ ہے؟ یہ اسلامی تقویم کی ناقدری ہے۔

سن ہجری کا آغاز: سن ہجری کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ۲۱ھ کو ایک دستاویز پیش ہوئی جس پر صرف شعبان لکھا تھا، حضرت عمرؓ نے استفسار فرمایا کہ کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ اس سال کا شعبان ہے یا گزشتہ سال کا؟ جس پر مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں تمام بڑے بڑے صحابہ بھی شریک تھے اور آخر یہ طے پایا کہ اس معمہ کے حل کیلئے اسلامی سن کی ابتداء کی جائے پھر اس پر غور وخوض ہوا کہ اس کی ابتداء کب سے قرار دی جائے؟ حضرت علیؓ کے مشورے سے ہجرت نبویؐ سے اس کا آغاز کیا گیا۔ ہجرت نبویؐ اگرچہ ربیع الاول میں ہوئی لیکن اِس سے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر سال کا آغاز کیا گیا۔ (ملخص الفاروق: علامہ شبلی نعمانیؒ)

اسلامی تاریخ کی ترویج لازمی: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی مایہ ناز تفسیر ''معارف القرآن'' میں اسلامی تاریخ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ ''تاریخ وسال کا حساب چاند وسورج دونوں سے جائز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کے لئے چاند کے حساب کو پسند فرمایا اور احکام شرعیہ اس پر دائر فرمائے۔ اس لئے قمری حساب کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ساری امت قمری حساب ترک کر کے اس کو بھلا دے تو سب گناہگار ہوں گے۔ اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی جائز ہے۔ لیکن سنت اللہ اور سنت سلف کے خلاف ضرور ہے۔ اس لئے اس کو بلاضرورت اختیار کرنا اچھا نہیں۔'' (ج ۴، ص ۳۷۳، سورۃ التوبہ آیت ۳۷-۳۶)

اس عبارت کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ اسلامی تاریخ کے استعمال کو رواج دیں۔ اپنے گھروں میں اسلامی

کیلنڈر لگائیں' اپنی گھڑیوں' کمپیوٹروں اور موبائلوں پر اسلامی تاریخ کو نمایاں کریں۔

نہ لکھنا بھول کر بھی اب کہیں تاریخ انگریزی　　　کرو رائج جہاں میں دوستو اب تم سن ہجری

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہماری نئی نسل کے اکثر نوجوان ایسے ہیں جنہیں اسلامی مہینوں کے نام تک یاد نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوتاہی کو معاف فرمائے۔ امین۔

اسلامی قمری سال کے مہینوں کے نام یہ ہیں: محرم الحرام' صفر المظفر' ربیع الاول' ربیع الثانی' جمادی الاول' جمادی الثانی' رجب المرجب' شعبان المعظم' رمضان المبارک' شوال المکرم' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

ان مہینوں میں چار مہینے معزز اور محترم ہیں۔ اس بات کا اظہار قرآن مجید میں اس طرح سے کیا گیا ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ. (سورة التوبه. ۳۶) ''بیشک مہینوں کی تعداد تو اللہ کے نزدیک بارہ ہی ہیں۔ اسی دن سے جب سے اللہ نے زمین وآسمان بنائے۔ ان میں سے چار مہینے خصوصاً عظمت والے ہیں۔ یہ دین ہے مضبوط۔ پس ظلم نہ کرو اپنی جانوں پر ان مہینوں میں اور سب کے سب مشرکین سے لڑو' جیسا کہ وہ تم سے مل کر لڑتے ہیں۔ جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

عظمت والے چار مہینے: ان بارہ مہینوں میں جو چار حرمت والے ہیں اس کی تشریح وتوضیح نبی کریم صادق مصدوق ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ یوم النحر میں اس طرح فرمائی کہ تین مہینے مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (مسند احمد)

اسی عظمت وحرمت کی بنیاد پر عرب قبل از اسلام جاہلیت کے دور میں ان مہینوں میں جنگ وجدال سے پرہیز کرتے۔ اسلام میں ان مہینوں کی عظمت وحرمت اور زیادہ ہوگئی۔

مہینوں کے نام کے وجوہ تسمیہ: اسلامی مہینوں کی وجہ تسمیہ کے بارے میں شیخ علم الدین سخاویؒ نے اپنی کتاب ''المشھور فی اسماء الایام والشھور'' میں لکھتے ہیں: کہ محرم کے مہینے کو اس کی تعظیم واحترام کی وجہ سے محرم کہا جاتا ہے۔ صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں عموماً عرب لوگوں کے گھر خالی رہتے۔ حرمت والے مہینے گزر جانے کے بعد عرب لوگ لڑائیوں اور اسفار پر نکل جاتے۔ جب مکان خالی ہوجاتا ہے تو عرب کہتے ہیں کہ صفر المکان. ربیع الاول نام کا سبب یہ ہے کہ اس مہینے میں بہار آنے پر ان عربوں کی اقامت اپنے گھروں میں ہوجاتی' ارتباع اقامت کو کہتے ہیں۔ ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ جمادی الاول جمود سے ہے شاید کہ اس مہینے کا نام جس سال رکھا جارہا تھا اس سال یہ مہینہ انتہائی سردی میں آیا ہو اور سردی کی شدت کی وجہ سے پانی میں جمود پیدا ہوا۔ جمادی الثانی کی وجہ

بھی یہی ہوگی کہ یہ پانی کے جم جانے کا دوسرا مہینہ تھا۔ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی تعظیم ہے چونکہ یہ مہینہ عزت وعظمت والا ہے۔ اسلئے رجب کہا گیا۔ شعبان تشعب سے ہے۔ اس کا معنی جدا جدا ہونا ہے۔ اس مہینے میں چونکہ عرب عادتاً لوٹ مار کیلئے اِدھر اُدھر متفرق ومنتشر ہو جاتے تھے اسلئے یہی نام رکھا گیا۔ رمضان کو رمضان اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں اونٹیوں کے پاؤں بوجہ شدت گرمی جلنے لگتے ہیں۔ رمضت الفصال اس وقت کہتے ہیں کہ جب اونٹیوں کے بچے سخت پیاسے ہو۔ شوال شلعت الابل سے ہے' یہ مہینہ اونٹوں کی مستیوں کا مہینہ تھا اسلئے یہ نام دیا گیا۔ ذوالقعدہ' قعود سے ہے۔ اس ماہ میں عرب لوگ لڑائی وغیرہ سے برکنار ہو کر بیٹھ جاتے۔ اسلئے ذوالقعدہ کہلایا۔ ذوالحجہ' اس ماہ میں حج ادا کیا جاتا ہے۔ اسلئے ذوالحجہ سے موسوم ہوا (تفسیر ابن کثیر' ج ۲' ص ۱۳-۵۱۲)

ان وجوہ تسمیہ کے علاوہ بھی بعض دیگر وجوہ تسمیہ بیان کئے گئے ہیں جس کیلئے متعلقہ کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

صفر کی دوسری وجہ تسمیہ اور نحوست کا غلط نظریہ: صفر جو اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے' اس کی ایک وجہ تسمیہ تو آپ نے ملاحظہ کی' دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ صفر بمعنی زردی کے ہے۔ اتفاقاً جب اس مہینے کا نام متعین ہو رہا تھا' اس وقت پت جھڑ کا موسم تھا۔ درختوں کے پتے پیلے تھے اس لئے صفر نام رکھا گیا۔ (غیاث اللغات)

اسلام سے قبل جاہلیت میں غلط نظریات ورسومات کا دور دورہ تھا۔ اسلام نے آکر وحدانیت کا بول بالا کرتے ہوئے ایسی تمام چیزوں کو روند ڈالا۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہا الا کل شئی من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ''اے لوگو! تم آگاہ رہو کہ جاہلیت کے معاملات میں سے ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے'' (مسلم شریف)

منجملہ دیگر توہمات جاہلیہ کے ایک توہم اور عقیدہ یہ بھی ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ آج بھی یہ بات زبان زد عام وخاص ہے کہ بلکہ میں نے بڑے اچھے اچھے دیندار گھرانے کے لوگوں اور بالخصوص عورتوں سے صفر کی نحوست کا سنا ہے۔ گویا کہ بعض عورتوں کا تو یہی مذہب ہے کہ اس مہینہ میں بلائیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں' لوگوں کو نقصانات پہنچتے ہیں اسی وجہ سے اس ماہ میں زیادہ تر لوگ شادی بیاہ اور دیگر پر مسرت تقریبات کے انعقاد سے گریز کرتے ہیں۔

قرآن پاک کی روشنی میں نفع ونقصان کا اختیار: نفع اور نقصان دینے کا اختیار صرف اور صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے' اس حقیقت کو قرآن پاک نے اس طرح بیان فرمایا: قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (الزمر ۳۸)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی بھی غیر اللہ کے پاس نفع ونقصان پہنچانے کی قوت ہے تو جس کو اللہ نقصان پہنچانا چاہے وہ اسے اُس نقصان سے محفوظ کر کے دکھائیں۔ یا جسے اللہ اپنی رحمت اور انعام سے فیضیاب

کرنا چاہے وہ اس رحمت کو روک کر دکھائیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (فاطر: ۲) اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر رحمت نازل فرمائے اُس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جن پر رحمت کو بند کردے اُس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں، وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آ گئی کہ خیر اور شر کا تعلق کسی ماہ و سال، مکان یا کسی شخصیت کے ساتھ وابستہ نہیں۔

صفر نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں: آیئے ہم اس مسئلہ کو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر وفرّ من المجذوم کما تفر من الاسد۔

''حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا، بدفالی، نحوست اور صفر یہ سب باتیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور مجذوم شخص سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔'' اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے: عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر ''حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا، اُلو، ستارہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔''

امام مسلمؒ نے ایک دوسری روایت یوں نقل کی ہے کہ: عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا غول ولا صفر۔ حضرت جابرؓ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرض کا لگ جانا اور غول بیابانی (صحرا میں جنات کا بہکانا) اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ترمذی شریف کی ایک روایت جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے، میں حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے: اس بات کا یقین کرو کہ اگر ساری اُمت جمع ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے تو بجز اللہ تعالیٰ کے تمہیں نہیں پہنچا سکتی۔ مگر وہیں جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہو۔ اور اسی طرح پوری امت مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہو یعنی نفع و نقصان اللہ کے اختیار میں ہے۔

احادیث کے الفاظ کی مختصر تشریح: لا عدوی کا مطلب ہے کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگنا۔ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کے ساتھ نشست و برخاست اور کھانا پینا کرے تو اسے بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ اس جاہلانہ عقیدے کو رسول اللہ ﷺ نے باطل قرار دیا اور فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں۔ **ولا طیرۃ:** عربوں کی عادت تھی کہ وہ شگون یا فال لیتے تھے کسی کام کے شروع کرنے سے قبل پرندہ اڑاتے تھے، اگر وہ داہنی طرف اڑتا تو اسے کامیابی اور خیر تصور

کرتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اسے نحوست اور شر مراد لیتے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدشگونی لینا اس کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ولا ھامۃ: ھامہ ایک قول کے مطابق الو کو کہتے ہیں۔الو کی نحوست لوگوں میں مشہور ہے۔مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ جہاں الو آ کر بیٹھے اور بولے تو وہ گھر برباد ہوتا ہے۔شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عقیدے کو بھی باطل قرار دیا۔ولا نوء: نوء کے معنی ہیں چاند کی منزل۔چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔اہل عرب کا خیال تھا کہ جب چاند ان میں سے بعض منازل میں داخل ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔اس عقیدہ کا ابطال بھی نبی کریم ﷺ نے کر دیا اور فرمایا کہ نزول بارش الٰہی تقدیر سے ہوتی ہے۔ ولا غول: غول جنات اور شیاطین کی ایک خاص قسم ہے جن کے بارے میں عربوں میں مشہور تھا کہ یہ انسان کو صحرا اور ویرانے میں گمراہ کرتے ہیں اور پھر آخر کار مار ڈالتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے اس قسم کی شیطانی گرفت کی نفی فرمادی۔ولا صفر: صفر نہیں ہے اس کا ایک معنی یہ ہے کہ صفر سے مراد وہ مہینہ ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔عوام اس (ماہ کو) کو محلِ نزولِ حوادث وآفات وبلیات جانتے ہیں۔اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے تیشہ زنی کی۔اور فرمایا کہ صفر کی نحوست کا عقیدہ غلط ہے۔وقت اور زمانہ فی نفسہ برا نہیں ہوتا۔خیر اور شر انسان کے اپنے عمل میں ہوتا ہے۔ زمانے کو برا بھلا کہنے سے حدیث میں منع وارد ہوئی ہے۔حدیث قدسی ہے۔لاتسبو الدھر فانی انا الدھر زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ تو میں ہی ہوں۔

''مظفر'' اور ''خیر'' کی صفت ''صفر'' کے ساتھ لگانے کا سبب غلط نظریہ پر رَد: عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا خیر کا لفظ لگایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کے غلط نظریہ پر رَد ہو کہ یہ مہینہ نحوست کا ہے۔مظفر کے معنی کامیابی و کامرانی والی چیز اور خیر کے معنی نیکی اور بھلائی کے ہیں۔یہ الفاظ لگا کر یہ درس دیا گیا ہے کہ اسے منحوس نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی اور خیر کا مہینہ سمجھا جائے۔

آیئے اب بعض فتاویٰ کی روشنی میں اس غلط عقیدے اور توہم کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

کوئی وقت' دن اور مہینہ منحوس نہیں: فتاویٰ رحیمیہ میں ماہ صفر کے نحوست کے حوالہ سے ایک جواب میں یہ حقیقت اس طرح واضح کی گئی کہ ''واقع میں وقت' دن' مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے۔نحوست بندوں کے اعمال وافعال پر منحصر ہے۔جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت ان کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا وہ ان کیلئے منحوس ہے۔حقیقت میں عبادات مبارک ہیں اور معصیات منحوس ہیں۔اس مہینے میں شادی' منگنی' سفر وغیرہ کے کاموں سے رک جانا گناہ ہے۔'' (کتاب السنۃ والبدعۃ۔ج ۲' ص ۶۷)

من گھڑت مشہور حدیث: صفر کے بارہ میں لوگوں میں یہ حدیث بھی مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ من بشرنی بخروج صفر بشرتہ بالجنۃ جو مجھے خوشخبری سنادے کہ ماہ صفر ختم ہو گیا ہے میں اسکو جنت کی خوشخبری دونگا۔اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا کہ ماہ صفر منحوس ہے تب ہی تو آپ ﷺ ماہ صفر کے ختم ہو جانے پر خوشی کا اظہار

فرما رہے ہیں۔ محدثین نے اس حدیث کو موضوعی (من گھڑت) قرار دیا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کیا ہے اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا جائے تو بھی اس سے صفر کی نحوست ثابت نہیں ہوتی بلکہ بعض صوفیاء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا وصال ربیع الاول میں ہونے والا تھا اور آپ ﷺ کو رب ذوالجلال کی ملاقات کا حد درجہ شوق تھا' اس وجہ سے آپ ﷺ صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کے منتظر تھے یعنی وصال حق سے قربت کے لئے یہ ارشاد فرمایا واللہ اعلم

آخری بدھ کو بطور عید منانا شیوہ یہود ہے: ایک رسم ماہ صفر کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ اس ماہ کے آخری بدھ کو لوگ بطور خوشی اور عید کے مناتے ہیں۔ لوگ کام کاج چھوڑ کر سیر و تفریح پر نکلتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس دن نبی کریم ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا۔ یہ بات بھی بالکل غلط ہے اس لئے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا ہوئی تھی۔ یعنی بات الٹی ہے کہ اس دن بیماری ختم نہیں بلکہ شروع ہوئی تھی۔ تو اب سوال یہ ہے کہ مرض وفات پر خوشی منانا کیسی؟ درحقیقت یہ دن بطور خوشی و سیر تفریح کے منانا یہودیوں اور مجوسیوں کی رسم ہے۔ یہود کا نبی کریم ﷺ کی شدت مرض سے خوش ہونا بالکل ظاہر ہے۔ اور یہ ان کی عداوت و شقاوت کا عین تقاضا بھی ہے۔ لہٰذا یہود کی خوشی کا دن تو یہ ہوسکتا ہے مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔ (اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام مؤلفہ مولانا روح اللہ نقشبندی)

ہمارے اکابرین میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر رُد کیا ہے اور فرماتے ہیں:

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی۔ تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ جاہل ہندوؤں میں بھی رائج ہوگئی۔ (ہندوؤں سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی)

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵)

کسی شاعر نے بھی کیا خوب رَد کیا ہے۔　آخری چہار شنبہ ماہ صفر　　ہست چوشنبہ ہائے دیگرا
　　　　　　　　　　　　نہ حدیث شدہ دراں وارد　　نہ درو عید کرد پیغمبر

صفر کے مہینے کا آخری بدھ بھی دیگر ایام کی طرح ہے اس سلسلہ میں نہ کوئی حدیث بیان ہوئی ہے اور نہ نبی کریم ﷺ نے اس میں عید (خوشی) منائی ہے۔

فتاویٰ حقانیہ کے آئینے میں چُوری' مٹھائی' حلوہ' چنے وغیرہ کی تقسیم کی شرعی حیثیت: ہمارے ہاں بعض لوگ صفر کے آخری بدھ کو میٹھی چیز شربت' چنے' اور چُوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ سب کام بھی بے اصل اور بے دلیل ہیں۔ اسے عبادت سمجھ کر کرنے والا بے راہ روی کا شکار ہے۔ مادر علمی دار العلوم حقانیہ کے ''فتاویٰ حقانیہ'' میں صفر کی نحوست اور چوری کی رسم کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ: ''یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں' اس ماہ مبارک میں آسمان سے کوئی بلا نازل نہیں ہوتی اور یہ مٹھائی اور چوری وغیرہ کی تقسیم کا اہتمام والتزام کرنا بدعت ہے۔'' (ج ۲' ص ۴۶)